

قرآن اور تورات کی طرز زندگی کا تقابلی مطالعہ

شجاعت حسین^۱

خلاصہ:

اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بنا کر اس میں انسان جیسی مخلوق کو آباد کیا۔ اس مخلوق میں فکرِ احتیاج کو رکھا اور پھر اس احتیاج کی تکمیل کے لیے ایک معاشرہ تشکیل دیا جس میں سب لوگ باہمی رہن سہن رکھتے ہیں اور وقتِ ضرورت ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ اس معاشرے میں اللہ تعالیٰ نے زندگی بسر کرنے کے لیے کچھ اصول و قواعد بذریعہ وحی نازل فرمائے مگر تغیرِ زمانی کا اثر قبول کرتے ہوئے وہ قواعد بھی تبدیل ہو گئے اس لیے ایک نئے معاشرے کی تشکیل کے لیے نئے اصول و قواعد کو وضع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی، اس مقالہ میں یہودیت اور مسلم معاشرے کے طرز زندگی کا موازنہ کیا گیا ہے، تاکہ یہ معلوم ہو سکے وہ کون کون سے قواعد زندگی تھے جو گزشتہ اہل کتاب میں رائج تھے اور کیا آج بھی وہ اہل کتاب ان قواعد پر عمل پیرا ہیں، دوسری بات یہ کہ ان قواعد کے ہوتے ہوئے نئے قواعد کی ضرورت کیوں پڑی۔ آخری بات یہ ہے کہ گزشتہ (یہودیت کے) قواعد زندگی اور آج کے قواعد زندگی میں کیا مشترکات ملتے ہیں۔

کلیدی الفاظ: قرآن، طرز زندگی، تورات، حضرت موسیٰ علیہ السلام، توحید، والدین، حقوق۔

مقدمہ:

تاریخ ادیان کے مطالعہ کے آغاز میں جس سوال کا سامنا ہر طالب علم کرتا ہے وہ یہی ہے کہ اگر انسان اپنی تحقیق یا کسی بھی ذریعہ سے دینِ حق کو اختیار کر چکا ہے تو آیا اسے دیگر ادیان کے مطالعہ کی ضرورت ہے یا نہیں؟ آیا ہم مسلمانوں کو جنہیں دینِ اسلام کی حقانیت اور دیگر ادیان کے باطل ہونے کا یقین ہے، اپنا قیمتی وقت دیگر ادیان کے مطالعہ میں صرف کرنا چاہیے یا نہیں؟

اس سوال کے جواب میں بیان کریں گے کہ ادیان عالم میں تحقیق و مطالعہ مندرجہ ذیل دلائل کی وجہ سے ضروری ہے:

۱۔ اکثر دین حق تک رسائی اجمالی ہوتی ہے جو والدین سے وراثت، ماحول یا خاص تعلیمات سے متاثر ہو کر حاصل ہوتی ہے لہذا ایسے انسانوں کے لیے ضروری ہے کہ دیگر ادیان و مذاہب کا مطالعہ کریں۔
۲۔ انسان دوسرے ادیان و مذاہب کے مطالعے اور ان سے آشنائی کے ذریعے اپنے دین و مذہب کو بہتر طور پر پہچان سکتا ہے اور ان کے تقابلیں کے ذریعے اپنے مذہب کے مثبت و منفی پہلوؤں کو جان سکتا ہے۔

۳۔ اسلام دشمن طاقتوں نے استعماری مقاصد کے لیے صدیوں پہلے ہمارے دین کا مطالعہ شروع کیا اور آج اسلام کے بظاہر منفی پہلوؤں سے مکمل آگاہی حاصل کر کے مغالطوں کے ذریعے مختلف میدانوں میں اسلام کو لاکر رہے ہیں اور آئے دن اسلام پر دہشت گردی، شدت پسندی اور رجعت پسندی سمیت مختلف الزامات لگا کر لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسی بناء پر ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم دفاعی مقصد کے ساتھ دوسرے ادیان و مذاہب کا مطالعہ کریں۔
حقیقی ہدف:

ادیان و مذاہب کے مطالعے اور تحقیق کا اہم ترین ہدف، حقیقت جوئی ہے۔ اگر ادیان کا محقق اس ہدف و مقصد کے ساتھ ادیان و مذاہب کا مطالعہ کرے تو وہ بہترین انداز میں ان کے مضبوط اور کمزور دلائل کو جان سکتا ہے اور حقیقت تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر اس کا ہدف اس کے علاوہ کچھ اور ہو مثلاً اپنے دین کا دفاع کرنا، کسی دوسرے دین کو مسترد کرنا تو وہ حق و حقیقت تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا مقصد و ہدف صحیح نہیں ہے ایسا انسان اپنے معروضی اہداف بھی حاصل نہیں کر پاتا، اپنے دین کا دفاع کر سکتا ہے اور نہ ہی مخالف دین کو مسترد کر پاتا ہے۔ ایسا انسان مفید ثابت ہونے کے بجائے معاشرے کے لیے نقصان کا باعث بنتا ہے۔

معاشرہ آئین و دستور کا پیرو ہوتا ہے جس میں ہر شخص فرداً فرداً اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہوتا ہے اور معاشرے کو خوب سے خوب تر بنانے کی سعی و کوشش کرتا ہے۔ اس تمام جدوجہد میں سب سے اہم سوال یہ ہے کہ یہ قوانین و دستور کس نے مرتب کیے ہیں اور ان کا مقصد کیا ہے؟

ہر مذہب کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ دیگر مذاہب سے ممتاز اور منفرد نظر آئے اور وہ مذہب دیگر مذاہب کے لیے ایک عملی نمونہ کی حیثیت حاصل کر لے۔ اس تحقیق میں ہم نے دو مذاہب کے بارے میں بتایا ہے کہ جن کے رہنماؤں نے اپنے اپنے اصولِ زندگی مرتب کیے، تاکہ ان کے پیروکار بہتر زندگی بسر کر سکیں اور اپنے مقصد تک رسائی حاصل کر سکیں۔ پس اس تحقیق میں ان دو مذاہب (یہودیت اور اسلام) کے طرزِ زندگی کو بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ محقق بذاتِ خود قرآن کا پیروکار ہے اس لیے ضبطِ تحریر کرتے وقت قرآن کو مقدم کیا گیا ہے۔

قرآن:

قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو آخری بنی حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی اس کے نزول کا زمانہ ۲۳ سال کے قریب ہے اور یہ کتاب ایک ایسے معاشرے میں نازل ہوئی جو جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس میں اپنی اولاد کو زندہ درگور کر دیتے تھے، آدم کجا آدمیت کی دھجیاں بکھیرتے تھے۔ اخلاقیات کے جنازے نکالتے تھے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے مرسلِ آخر ﷺ نے وہ کام کیا کہ وہ عرب معاشرہ دنیا کو تہذیب و اخلاق کا درس دینے لگا۔ یہ سب انقلابِ ختمِ المرسلین ﷺ اور آپ کی آخری کتاب کا فیض تھا۔ جس کا نام قرآن مجید ہے۔

قرآن لغت میں:

اس آسمانی کتاب کے سارے ناموں یا صفات میں سے قرآن کا لفظ ہی زیادہ رواج پا گیا ہے اور ساری دنیا میں خدا کی کتاب کے لیے یہی نام زیادہ جانا پہچانا جاتا ہے۔ دوسرے ناموں سے پہلے ہم اسی نام کو خود قرآن مجید کی آیات، روایات، احادیث، اسلامی دانشوروں اور علماء کے اقوال کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ نقطہ نظر سے بھی دوسرے ناموں سے پہلے زیرِ غور لاتے ہیں۔ اس کتاب کو یہ نام پیغمبر اکرم ﷺ یا صحابہ نے نہیں دیا، خداوند تعالیٰ نے خود اس آسمانی کتاب کا نام قرآن رکھا ہے۔ چنانچہ نزولِ وحی کے شروع سالوں میں ہی فرمایا:

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ - فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ^۱

بلکہ یہ قرآن بلند پایہ ہے۔ لوح محفوظ میں (ثبت) ہے۔

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ فِى كِتَابٍ مَّكْنُونٍ^۱

یہ قرآن کریم ہے کتاب مکنون میں موجود ہے۔

اسی طرح ایک جگہ اس طرح بھی فرمایا:

يَأْتِيهَا الْمُرْسَلُ ۙ نُفِخَ الْبُيُوتُ إِلَىٰ فَلْيَلَّا نِصْفَهُ أَوْ انْقُصَ مِنْهُ قَلِيلًا أَوْ زِدْ

عَلَيْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا^۲

اے چادر میں لپٹے ہوئے (ﷺ) تم رات کو اٹھا کرو تو تھوڑا اٹھا کرو اس رات

کانصف یا اس سے تھوڑا کم کر دو یا اس پر زیادہ کر دو اور تم قرآن کھول کھول کر

ترتیل کے ساتھ پڑھو۔

پورے قرآن میں لفظ قرآن ۶۸ بار آیا ہے ان ۶۸ بار میں دو مرتبہ مجازاً نماز کے لیے استعمال ہوا ہے۔

علمائے اسلام کے درمیان اس لفظ کے تلفظ اشتقاق اور معنی پر اتفاق نہیں ہے، بعض اس کو ہمزہ کے

ساتھ یعنی قرآن کہتے ہیں، بعض بغیر ہمزہ کے یعنی قرآن کہتے ہیں، اہل تسنن اس کو کریم کی صفت کے

ساتھ پکارتے ہیں یعنی القراان الکریم۔ اکثر اہل تشیع اس کے لیے صفت مجید استعمال کرتے ہیں اور

قرآن مجید کہتے ہیں۔

لغت کی مختلف کتابوں میں لفظ قرآن کے مختلف معانی بیان ہوئے ہیں:

کتاب التعریفات میں قرآن کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

القرآن هو المنزل على الرسول ﷺ المكتوب فى المصاحف المنقول

عنه نقلاً متواتراً بلا شبهة، والقرآن عند اهل الحق هو العلم اللدنى

الاجمالى الجامع للحقائق كلها، احكام القرن: قد اشتمل القرآن

على احكام كثير متنوعه يمكن تقسيمها الى ثلاثة اقسام

۱- احكام متعلقة بالعقيدة: كالایمان بالله وملائكته و كتبه و

رساله و اليوم الاخر-

۱- الواقدى، ۷۷، ۷۸۔

۲- المرسل، ۳، ۴، ۱۲۔

۲- احکام تتعلق بتهديب النفس و تقويمها: وهذه هي الاحكام
الاخلاقية-

۳- احکام عمله متعلقه باقوال و افعال المتكلمين: وهي المقصودة
بالفقه-^۱

۲- صاحب معجم الصحاح نے قرآن کی تعریف حضرت ابو عبیدہ سے یوں نقل کی ہے:
قال ابو عبیدہ سمی القرآن لانه يجمع السور فيضمها ، وقوله تعالى
ان علينا سمعه وقرآنه^۲

۳- معجم المقائیس فی اللغہ میں ہے کہ:
القرآن كانه سمى بذلك لجمعه ما فيه من الاحكام و القصص
وغير ذلك-^۳

۴- معجم الوسيط میں اس کی تعریف یوں آئی ہے:
محمد ﷺ پر نازل ہونے والا کلام جو کہ مصاحف میں مکتوب ہے قرآن کہلاتا ہے۔^۴

قرآن کی خصوصیات:

قرآن کے مفہوم کو لغت میں دیکھنے کے بعد ہم اس قابل ہو گئے ہیں کہ اس مصحف کے نزول کے
مقصد کو جان سکیں اور اس کے ذریعے اپنی مقاصد کو حاصل کر سکیں۔
ہم قرآن کی ان خصوصیات کو ذکر کرتے ہیں جو قرآن کے ساتھ خاص ہیں:

۱- پہلی خصوصیت:

قرآن کریم بلاغت کے اس اعلیٰ معیار پر ہے جس کی مثال انسانی کلام میں نہیں ملتی۔ بلاغت کا مطلب
یہ ہے کہ جس موقع پر کلام کیا جائے اس کے مناسب معانی کے بیان کے لیے بہترین الفاظ اس طرح

۱- جرجانی، کتاب التعریفات، ص ۸۷

۲- جوہری، ابو نصر اسماعیل بن حماد الجوزی الفارابی، م الصحاح تاج اللغۃ و صحاح العربیۃ، ج ۳ ص ۶۷

۳- رازی، معجم مقاییس اللغۃ، ج ۲ ص ۲۳۵

۴- المعجم الوسيط، ج ۱ ص ۷۳

منتخب کیے جائیں کہ مدعا کے بیان کرنے میں اور اس پر دلالت کرنے میں نہ کم ہوں اور نہ زیادہ ہوں ، لہذا جس قدر الفاظ زیادہ شاندار اور شگفتہ معانی ہوں گے اور کلام کی دلالت جس قدر حال کے مطابق ہوگی اتنا ہی وہ کلام زیادہ بلوغ ہوگا، پس قرآن کریم بلاغت کے اس معیار پر پورا اترتا ہے۔
قرآن کی بلاغت کے چند نمونے درج ذیل ہیں:

الف) ترغیب کا مضمون: ترغیب کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:
فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ^۱

کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے اعمال کے صلے میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا سامان پردہ غیب میں موجود ہے۔

ب) ترہیب کا مضمون: جہنم کے عذاب سے ڈراتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ مِّنْ وَرَائِهِ جَهَنَّمُ وَ يُسْفَىٰ مِنْ مَّاءٍ صَدِيدٍ
يَتَجَرَّعُهُ وَ لَا يَكَادُ يُسَبِّغُهُ وَ يَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَ مَا هُوَ
بِمَيِّتٍ وَ مِنْ وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ^۲

ہر سرکش اور دشمن نامراد ہو کر رہ گیا، اس کے بعد جہنم ہے اور وہاں اس کو پیپ کا پانی پلایا جائے گا جسے وہ گھونٹ گھونٹ پیے گا مگر وہ اس کو بہت ناگوار گزرے گا اسے ہر طرف سے موت آئے گی مگر وہ مرنے نہ پائے گا، اور اس کے پیچھے سنگین عذاب ہوگا۔

ج) دھمکی اور ملامت: اللہ تعالیٰ دنیاوی عذاب کی دھمکی دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

فَكُلًّا أَحَدْنَا بَدَنِهِ ؕ فَمِنْهُمْ مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ؕ وَ مِنْهُمْ مَّنْ
أَخَذْتَهُ الصَّيْحَةُ ؕ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَسَفْنَا بِهِ الْآرْضَ ؕ وَ مِنْهُمْ مَّنْ
أَعْرَفْنَا ؕ وَ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَ لَكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ^۳

۱- السجده: ۱۷

۲- الابرار: ۱۵-۱۶

۳- العنكبوت: ۴۰

پس ان سب کو انکے گناہ کی وجہ سے ہم نے گرفت میں لیا پھر ان میں سے کچھ پر تو ہم نے پتھر برسائے اور کچھ کو چنگھار نے گرفت میں لے لیا اور کچھ کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور کچھ کو ہم نے غرق کر دیا اور اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا مگر یہ لوگ خود اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے۔

(د) وعظ و نصیحت: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

أَفَرَأَيْتَ إِنْ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ثُمَّ جَاءَهُمْ مَا كَانُوا يُوعَدُونَ مَا آغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يُمْتَعُونَ

یہ تو بتلاؤ کہ اگر ہم انہیں برسوں سامان زندگی دیتے رہیں، پھر ان پر وہ عذاب آجائے جس کا ان کے ساتھ وعدہ ہوا تھا، تو وہ (سامان زندگی) ان کے کسی کام نہ آئے گا جو انہیں دیا گیا تھا۔^۱

ذات و صفات کا بیان: قرآن میں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق یوں بیان ملتا ہے۔

اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ وَ مَا تَعْيِضُ الْأَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ وَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ عَلِيمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِيرِ الْمُتَعَالِ
اللہ ہی جانتا ہے کہ ہر مادہ کیا اٹھائے ہوئے ہے اور ارحام کیا گھٹاتے اور کیا بڑھاتے ہیں اور ان کے ہاں ہر چیز کی ایک مقرر مقدار ہے۔^۲

یہ بلاغت کے وہ چند نمونے تھے جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ قرآن کریم بلاغت کے اس بلند مرتبہ پر پہنچا ہوا ہے کہ جو انسانی عادت سے خارج ہے اس بات کو فصحاء عرب اپنے سلیقہ سے سمجھتے ہیں اور عجمی علماء علم بیان کی مہارت اور اسالیب کلام کے احاطہ سے، اور جو شخص لغت عرب سے جتنی زیادہ واقفیت رکھتا ہو گا وہ بہ نسبت دوسروں کے قرآنی اعجاز کو زیادہ سمجھے گا۔

^۱ - الشعراء، ۲۰۷، ۲۰۶، ۲۰۵

^۲ - الرعد، ۷

۲۔ دوسری خصوصیت:

دوسری چیز جو قرآن کے کلام الہی ہونے پر دلالت کرتی ہے وہ اس کی عجیب ترکیب، منفرد اسلوب، آیتوں کے آغاز و اختتام کا انداز، ساتھ ہی اس کے علم بیان کے دقائق اور عرفانی حقائق پر مشتمل ہونا، نیز حسن عبارت اور تناسب اشارے، سلیس ترکیبیں اور بہترین ترتیب، ان مجموعی خوبیوں کو دیکھ کر بڑے بڑے ادباء کی عقلیں حیران ہیں۔

قرآن کی فصاحت و بلاغت کو معجزانہ بنانے میں ایک حکمت تو یہ تھی کہ کسی بڑے سے بڑے ہٹ دھرم کو بھی یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ معاذ اللہ اس کلام میں سرقہ پایا جاتا ہے۔ دوسرا اللہ کا کلام انسانوں کے کلام سے اس حد تک ممتاز ہو جائے کہ کسی بڑے سے بڑے ادیب و شاعر کا کلام اس کی گرد کو بھی نہ پہنچ سکے۔

۳۔ تیسری خصوصیت:

قرآن کریم آنے والے کچھ واقعات کی پیشگوئیاں کرتا ہے جو بالآخر سو فیصد درست ثابت ہوئیں۔ مثال کے طور پر:

(الف) مسجد الحرام میں داخل ہونے کی پیشینگوئی:

لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ لَا مَحْلِفِينَ رُءُوسَكُمْ وَ
مَقْصِرِينَ لَا لَا تَخَافُونَ -

اگر اللہ نے چاہا تو تم مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے، اس طرح کہ تم میں سے بعض نے اپنے سر منڈوائے ہوئے ہوں گے، بعض نے بال چھوٹے کرائے ہوئے ہوں گے، اور تمہیں کوئی خوف نہ ہو گا۔

(ب) خلافت کی پیشین گوئی:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي
الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ. وَ لِيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمْ

الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمَنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِيَّ شَيْئًا -

اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور عمل صالح کرنے والوں سے وعدہ لیا ہے، کہ وہ انہیں زمین میں خلافت عطا کرے گا جس طرح اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلافت عطا کی اور ان کے اس دین کو مضبوطی عطا کرے گا جسے اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا وہ میری عبادت کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔^۱

(ج) دین کے غلبہ و ظہور کی پیشین گوئی:

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَ دِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۗ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ -

خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے لیے بھیجا تا کہ اس دین حق کو تمام دینوں پر غالب کر دے، خواہ مشرکین کتنے ہی ناگوار کیوں نہ ہوں۔^۲

(د) فتح خیر کی پیشین گوئی:

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَ أَنَابَهُمْ فَتَحًّا قَرِيبًا وَ مَعَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا وَ كَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا -

بلاشبہ اللہ مسلمانوں سے راضی ہو گیا، اس وقت جب وہ درخت کے نیچے آپ ﷺ سے بیعت کر رہے تھے، تو اللہ نے ان کے دلوں کی بات جان لی، پھر ان پر سکون نازل فرمایا اور بدلے میں انہیں ایک عنقریب ہونے والی فتح عطا کی اور بہت سامان غنیمت بھی دیا جسے وہ لینے والے تھے اور اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔^۳

۱۔ النور ۵۵

۲۔ التوبہ ۳۳

۳۔ الفتح ۱۸

رفخ نمہ کے بارے قرآن مجید اس طرح پیشین گوئی فرماتا ہے:

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۖ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِج دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا -

جب اللہ کی مدد اور نصرت آجائے گی اور آپ لوگوں کو دیکھیں گے کہ وہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں۔^۱

اسی طرح کی بیسیوں آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے آنے والے واقعات کی خبریں قبل از وقت پہنچا دیں اور یہ قرآن کی ایک نمایاں خصوصیت ہے۔

۴۔ چوتھی خصوصیت:

یہ امر یقینی ہے کہ آپ ﷺ امی تھے اور کسی دنیاوی معلم کے آگے آپ ﷺ نے زانوئے ادب تہہ نہیں فرمایا تھا مگر آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں گزشتہ امتوں اور قوموں کے ان حالات کا ذکر فرمایا جن میں سبق عبرت بھی ملتا ہے اور تاریخ پر بھی سیر حاصل معلومات میسر آجاتی ہیں۔

مثال کے طور پر بنی اسرائیل کا گائے کے ذبح کرنے کے واقعہ کو قرآن مجید اس طرح پیش کرتا ہے:

وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقْرَةً ۚ قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ -

اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: خدا تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے، وہ بولے: کیا آپ ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں، (جناب موسیٰ نے) کہا پناہ با خدا (میں تمہارا مذاق اڑا کر) جاہلوں میں شمار ہو جاؤں۔^۲

۵۔ پانچویں خصوصیت:

قرآن مجید میں ان علوم کو بیان کیا گیا ہے جو عرب کے معروف و مروج نہ تھے، بالخصوص علوم شرعیہ کے دلائل عقلیہ پر تنبیہ، سوانح اور مواعظ، احوال آخرت، اخلاق حسنہ، اس سلسلے میں تحقیقی بات یہ ہے کہ علوم یا تو دینی ہوتے ہیں یا اس کے علاوہ دوسرے علوم، اور ظاہر ہے کہ مرتبہ اور درجہ کے لحاظ

۱۔ (النصر ۲، ۱)۔

۲۔ البقرہ ۶۷۔

سے علوم دینی اعلیٰ اور ارفع ہیں۔ عقائد و اعمال کا علم ہوتا ہے۔ عقائد دین کی بنیاد ہیں اللہ نے فرشتوں، آسمانی کتب رسولوں اور یوم آخرت بنیادی عقائد ہیں۔ علم الاعمال کا مصداق ان تکالیف اور ذمہ داریوں کو جاننا ہے، جن کا تعلق ظاہری احکام سے ہے، یعنی علم الفقہ، اور ظاہر ہے ہر فقیہ مسائل کو پہلے مرحلے میں قرآن ہی سے مستنبط کرتا ہے۔

وضو کے احکام کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَ
 أَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ
 اے ایمان والو: جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہروں اور ہاتھوں کو کھنیوں
 سمیت دھولیا کرو نیز اپنے سروں کا اور ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کرو۔^۱

اس طرح کی اور بھی بہت سی ایسی خصوصیات ہیں جو قرآن کو دیگر کتب آسمانی سے ممتاز کرتی ہیں مگر ہم اختصار کے سبب اسی پر اکتفاء کرتے ہیں۔

تورات:

یہودیوں کی وہ کتاب مقدس جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اسے تورات کہا جاتا ہے، یہ لفظ قرآن میں ۱۸ بار استعمال ہوا ہے^۲ اور ہمیں مختلف تاریخ کی کتب، قرآن اور احادیث کی کتب سے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ کتاب حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی، اس میں مختلف عناوین پر بحث کی گئی ہے جن میں سے شریعت کا طریقہ کار، شریعت موسیٰ، سفر موسیٰ، سفر شریعت موسیٰ، سفر شریعت پروردیگار، سفر توراہ موسیٰ، کتاب ناموس اور کتان موسیٰ شامل ہیں اور اس میں ۵ سفروں کا ذکر کیا گیا ہے، ان پانچ اسفار کو جو نام دیے گئے ہیں وہ بالترتیب یوں ہیں:

۱۔ سفر پیدائش

۲۔ سفر خروج

۳۔ سفر لاویاں یا احبار

۱۔ (المائدہ ۶)

۲۔ تاریخ القرآن، ص ۲۳۴

۴۔ سفر اعداد

۵۔ سفر استثناء^۱

تورات لغت میں:

اب اس جگہ ہم کلمہ تورات کو لغت کے طور پر دیکھتے ہیں کہ اہل لغت نے تورات کو کس معنی میں لیا ہے:

۱۔ المفردات: التوراة وہ آسمانی کتاب جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی، یہ وری سے مشتق ہے اور تاء واو سے مبدل ہے، علمائے کوفہ کے نزدیک یہ وورقتہ بروزن تفعلة ہے اور بعض کے نزدیک تفعّل کے وزن پر ہے جیسے: تنقل، لیکن کلام عرب میں تفعّل کے وزن پر اس کا صیغہ نہیں آتا۔ علمائے بصرہ کے نزدیک یہ ووری بروزن فوعل ہے جیسے حو قل^۲۔ قرآن پاک میں ہے کہ:

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَ نُورٌ^۳ -

بے شک ہم نے توراہ نازل فرمائی، جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔

ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ

ان کے یہی اوصاف تورات میں ہیں اور یہی انجیل میں بھی ہیں۔^۴

۲۔ المعجم الوسيط: تورات وہ کتاب ہے جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی۔ لغوی طور پر اس کا معنی وہ لڑکی ہے جو عاشقوں کے درمیان بھیجی جائے:^۵

تورات کی خصوصیات:

۱۔ کتاب تورات: ص ۳۳۵

۲۔ المفردات ج ۱ ص ۱۲۳

۳۔ المائدہ ۳۴

۴۔ الفتح ۲۷

۵۔ نخبیۃ من اللغویین، المعجم الوسيط، ج ۳ ص ۲۳۴

اصل میں کتاب تورات عبرانی زبان میں نازل ہوئی تھی اور اس میں بہت سے مضامین شامل تھے، مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے مضامین میں تبدیلیاں واقع ہوتی گئیں۔ اب ہم تورات کی خصوصیات کو درج کرتے ہیں:

۱۔ بلاغت:

کتاب پیدائش میں کثرت کے ساتھ بلاغت کا استعمال ہوا ہے، جس میں سے کچھ قصوں کہانیوں میں بھی مجاز کا استعمال ہوا ہے، مثال کے طور پر کتاب پیدائش باب ۱۳ آیت ۱۶ میں ہے کہ اللہ نے حضرت ابراہیم سے اولادِ کثیر عطا کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے فرمایا:

”اور میں تیری نسل کو خاک کے ذروں کے مانند بناؤں گا، ایسا کہ اگر کوئی شخص خاک کے ذروں کو گن سکے تو تیری نسل بھی گن لی جائے گی“^۱

اس اقتباس میں واضح طور پر نظر آتا ہے کہ کس طرح تورات کی عبارت میں بلاغت کا استعمال کیا گیا ہے۔

۲۔ استعارہ کا استعمال:

تورات میں جگہ جگہ مختلف اور خوبصورت استعاروں کا بھی استعمال کیا گیا ہے، جیسے:

”میں تجھے برکت پر برکت دوں گا اور تیری نسل کو بڑھاتے بڑھاتے آسمان کے تاروں کا اور سمندر کے کناروں کی ریت کے مانند کر دوں گا۔“^۲

۳۔ ماضی کے سبق آموز واقعات:

تورات میں گزشتہ انبیاء کے واقعات کو داستان کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی کے بنانے کے ساتھ ساتھ خداوند عالم نے جو تصویر کشی کی ہے وہ اس طرح ہے:

”ایسا کرنا کہ کشتی کی لمبائی تین سو ہاتھ، اس کی چوڑائی پچاس ہاتھ اور اس کی

۱۔ تورات پیدائش باب ۱۳، آیت ۱۷

۲۔ تورات پیدائش باب ۲۲، آیت ۱۷

اونچائی تیس ہاتھ ہو اور اس کشتی میں ایک روشندان بنانا اور اوپر سے ہاتھ بھر
چھوڑ کر اسے ختم کر دینا اور اس کشتی کا دروازہ اس کے پہلو میں رکھنا اور اس میں
تین درجے بنانا، نچلا، دوسرا، اور تیسرا“۔¹

اسی طرح بہت سے ایسے نمونے دیے جاسکتے ہیں جو کتاب تورات کی خصوصیات میں شامل ہیں مگر ہم
اختصار کے سبب محض اسی پر اکتفاء کرتے ہیں۔
اب ہم قرآن اور تورات میں موجود طرز زندگی کو بیان کرتے ہیں۔

قرآن کے مطابق طرز زندگی:

اوس و خزرج کے درمیان جن دنوں تباہ کن جنگ جاری تھی انھی دنوں میں خزرج قبیلے کا سردار اسعد
بن زرارہ مکہ آیا تاکہ اہل مکہ سے کچھ امداد لے سکے تو اسے معلوم ہوا کہ مکہ میں رسول اکرم
ﷺ مبعوث ہوئے ہیں۔ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ ان سے ملنے کے لیے انکے پاس گیا؛ بعد از تحیہ و سلام
اس نے رسول اکرم ﷺ سے دعوت اسلام کے اہداف و مقاصد دریافت کیے۔ تو جواب میں رسول
اکرم ﷺ نے جو قرآنی آیات کی تلاوت کی اس میں ایک مکمل زندگی کا نمونہ موجود ہے اس کو ہم اپنا
موضوع سخن بناتے ہیں۔

وہ قرآنی آیات یہ تھیں:

قُلْ تَعَالَوْا اتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّيَ عَلَيَّكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَ
بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ وَ لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِّنْ إِمْلَاقٍ ۚ نَحْنُ نَرِزُقُكُمْ
وَ إِيَّاهُمْ ۚ وَ لَا تَقْرُبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَّنَ ۚ وَ لَا
تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ ذَلِكُمْ وَصَّكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُونَ- وَ لَا تَقْرُبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ
أَشُدَّهُ ۚ وَ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا تُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا
وُسْعَهَا ۚ وَ إِذَا قُلْتُمْ فَاعْدُوا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۚ وَ يَعْبُدِ اللَّهُ أَوْفُوا

۱۔ تورات پیدائش باب ۱۸، آیت ۱۶، ۱۵

۲۔ سبحانی، جعفر، تفسیر موضوعی ج ۱ ص ۲۶۱

ذَلِكُمْ وَصَلَّكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ- وَ أَنْ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمًا
فَأَسْأَلُكُمْ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ
وَصَلَّكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ -

کہہ دیجیے: او میں تمہیں وہ چیزیں بتا دوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کر دی
ہیں وہ یہ ہے کہ تم لوگ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ، اور والدین پر احسان کرو اور
مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور
انہیں بھی، اور علانیہ اور پوشیدہ کسی طور بھی بے حیائی کے قریب نہ جاؤ، اور
جس جان کے قتل کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے ناحق قتل مت کرو، یہ وہ
باتیں ہیں جن کی وہ تم کو نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔

اور یتیم کے مال کے قریب نہ جانا مگر ایسے طریقے سے جو (یتیم کے لیے) بہترین ہو یہاں تک کہ وہ
اپنے رشد کو پہنچ جائے اور ناپ تول انصاف کے ساتھ پورا کرو، ہم کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ ذمہ
داری نہیں ڈالتے اور جب بات کرو تو عدل کے ساتھ کرو اگرچہ اپنے قریب ترین رشتے داروں کے
خلاف ہی کیوں نہ جائے اور اللہ سے کیا گیا عہد پورا کرو۔ یہ وہ ہدایات ہیں جو اللہ نے تمہیں دی ہیں
شاید تم یاد رکھو۔^۱

آیت اللہ شیخ محمد حسین نجفی صاحب فرماتے ہیں کہ: درج بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے دس ایسے نکات کی
طرف اشارہ کیا ہے کہ جو کسی بھی معاشرے کے لیے ایک مثالی نمونے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان دس
نکات کو مشعلِ راہ بنایا جاسکتا ہے وہ دس نکات درج ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بنائیں۔

۲۔ والدین پر (انکی خدمت کر کے) احسان کریں۔

۳۔ اپنی اولاد کو بھوک اور افلاس کے ڈر سے قتل نہ کریں۔

۴۔ ناجائز اور خلاف شرع جنسی کاموں سے پرہیز کریں۔

۵۔ جن انسانوں کا خون محترم ہے انہیں قتل نہ کریں۔

۶۔ یتیم کے مال کے قریب نہ جائیں، بجز اس طریقے کے جو نیک اور اچھا ہو۔

۷۔ ناپ تول میں انصاف اور عدالت برتیں۔

۸۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص پر اس کی استطاعت کے مطابق ذمہ داری ڈالتا ہے، (اس ذمہ داری کو ادا کریں)۔

۹۔ گفتگو میں انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دیں، خواہ وہ اپنے ہی رشتہ داروں کے بارے کیوں نہ ہو۔

۱۰۔ جو عہد و پیمانہ خدا سے باندھا ہے اس پر قائم رہیں۔^۱

یہ دائمی منشور جو ان آیات میں آیا ہے ہر اس معاشرے کی اصلاح کی بنیاد ہے جو چاہتا ہے کہ وہ ترقی کرے اور ارتقاء کی منزلیں طے کرے۔ قرآن نے ان موضوعات کے بارے میں اور بھی جگہ خصوصاً سورہ بنی اسرائیل میں گفتگو کی ہے۔ اسلامی دستور کی چند ایک اہم شقیں بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اِنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِيْ ۚ ذٰلِكُمْ وَصَّيْتُكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔

”اور تحقیق یہی میرا سیدھا راستہ ہے، اسی پر چلو اور مختلف راستوں پر مت چلو ورنہ یہ تمہیں اللہ کے راستے سے ہٹا کر پراندہ کر دیں گے۔ اللہ نے تمہیں یہ

ہدایت اس لیے دی ہے کہ تم تقویٰ اختیار کرو“۔^۲

کامیاب زندگی گزارنے کے لیے ایسے معاشرے کی ضرورت ہوتی ہے، جس میں وہ تمام ضروری لوازمات موجود ہوں جو ایک مثالی معاشرہ تشکیل دیتے ہیں اور اسلام ہمیں ایسے معاشرے کو تشکیل دینے کی ہدایت کرتا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو ایک کامیاب زندگی کے لیے چار معاملات میں رہنمائی کا ہونا بہت ضروری ہے جو یہ ہیں:

۱۔ مذہبی ۲۔ معاشرتی ۳۔ معاشی ۴۔ عدالتی

سورہ انعام کی ان دو آیات میں طرز زندگی کے جو دس نکات آئے ہیں وہ بھی چار پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہیں جن کی تفسیر ہم اختصار کے ساتھ بیان کریں گے۔

۱۔ محمد حسین نجفی، فیضان الرحمن فی تفسیر القرآن، ج ۳

۲۔ الانعام: ۱۵۳

۱۔ مذہبی:

ایک اسلامی معاشرے کے لیے سب سے ضروری امر یہ ہے کہ اس معاشرے میں زندگی گزارنے والا ہر شخص یکتا پرست ہو، یہ بات قابل توجہ ہے کہ ان دس فرمانوں میں تحریم شرک سے ابتداء کی گئی ہے جو تمام محرمات الہی اور معاشرے کی تمام برائیوں کی جڑ ہے اور نفی اختلاف پر خاتمہ کیا گیا ہے جو ایک طرح کا عملی شرک حساب ہوتا ہے۔

مسئلہ توحید تمام اصول و فروع اسلامی میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ توحید صرف ایک دینی بنیاد ہی نہیں بلکہ تمام تعلیمات اسلامی کی روح رواں ہے۔

”ہمارے عقائد کے مطابق اللہ تعالیٰ کو تمام جہات سے واحد ماننا ضروری ہے۔ پس جس طرح ذات خدا میں توحید ضروری ہے اسی طرح سے اس کی صفات میں بھی توحید ضروری ہے۔ اس کی صفات عین ذات ہیں پس اس کا یہ مطلب ہوگا کہ علم و قدرت میں اس کا کوئی نظیر نہیں ہے اور خلق و رزق میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور تمام کمالات میں اس کا کوئی مد مقابل نہیں ہے۔“^۱

خداوند متعال نے تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد بھی یہ بیان کی کیا ہے کہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جائے، جس میں فقط خداوند متعال کی حاکمیت ہو، ارشاد ہوتا ہے:

وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ^۲

اور تحقیق ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت کی بندگی سے اجتناب کرو۔

ایک اور جگہ فرمایا:

وَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيْهِ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ^۳

ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول بھیجا ہے اس کی طرف یہی وحی کی ہے، تحقیق

۱۔ مظفر، عقائد امامیہ ص ۸۷

۲۔ النحل ۳۶

۳۔ الانبیاء ۲۵

میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم صرف میری عبادت کرو۔

یہ ایک یقینی بات ہے کہ ہمارا خالق، مالک، رازق ایک ہی ہے اور ہمیں صرف اسی کی عبادت کرنی چاہیے، اور اسی کی حاکمیت کے زیر سایہ زندگی گزارنی چاہیے، کیونکہ حاکمیتِ واحدہ کا عقیدہ قائم کرنے سے بہت سے دوسرے حاکموں سے انسان کو خلاصی حاصل ہو جاتی ہے، بقول شاعر:

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات^۱

۲۔ معاشرتی:

قرآن میں جس طرز زندگی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس میں معاشرے کی تشکیل کا حکم دیتا ہے ایک ایسا معاشرہ جس میں ان تمام افراد کا خیال رکھا جائے، ہر فرد کسی نہ کسی طرح سے اسلامی معاشرہ تشکیل دینے میں اپنا کردار ادا کرتا ہے، ان میں سب سے پہلے والدین آتے ہیں۔

والدین: انسان اپنی زندگی گزارنے کے لیے مختلف افراد کا محتاج ہوتا ہے جو اس کی مختلف حالات میں مختلف ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ ان افراد میں والدین کو اولیت حاصل ہے کیونکہ اس دنیا میں انسان قدم رکھنے سے بھی پہلے جن افراد کا محتاج ہے وہ والدین ہیں۔ پس اگر انسان پوری زندگی انکا شکر ادا کرتا ہے تو یہ کم ہے۔ والدین کی خدمت اور ان کے لیے جانثاری سے بڑھ کر دنیا میں کوئی دوسری خدمت نہیں۔ زندگی کے ابتدائی مراحل میں انسان کی ہستی اور اس کا وجود ان دوسرے ستونوں کی جانفشانیوں کی مرہونِ منت ہوتا ہے چنانچہ ضمیر کا تقاضہ یہ ہے کہ ان سے مہرِ محبت سے پیش آیا جائے، ساری زندگی ان کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے، والدین کے ساتھ کس طرح نیکی کی جائے اس کے بارے ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّمَا يَبْتَلُونَكَ الْكِبَرَ أَخَذَهُمَا أَوْ كَلَّهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَ لَا

تَنْهَرُهُمَا وَ قُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا^۲

”اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے پاس ہوں اور بڑھاپے کو پہنچ جائیں، تو

۱۔ علامہ محمد اقبال، ضربِ کلیم، ص ۱۲۲

۲۔ الاسراء ۲۳

انہیں اف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا بلکہ ان سے عزت و تکریم کے ساتھ بات کرنا۔“

اولاد: انسان کے اندر نہایت گہرے جذبات اور مہر و محبت کے احساسات پائے جاتے ہیں ان میں سب سے بڑھ کر اولاد کے لیے ماں باپ کے جذبات ہیں۔ مگر کبھی انسان کی شقی القلبی اور سنگدلی اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ نازک اور حقیقی محبت کا جذبہ بھی اس کے اندر دم توڑ دیتا ہے نتیجہ یہ کہ معصوم اور بے گناہ بچوں پر بھی وہ رحم نہیں کرتا جو بے چارے اپنا دفاع بھی نہیں کر سکتے، وہی فرد جس سے رحم دلی اور محبت کی توقع کی جاتی ہے وہ بجائے بچے کی تربیت، پرورش اور ہر قسم کی آفتوں سے بچاؤ کے اپنی انگلیاں اسی معصوم کے نازک گلے میں پیوست کر کے اس کی زندگی ختم کر دیتا ہے اور مقتول جو ابھی بولنا بھی نہیں جانتا زبان حسرت سے کہتا ہے:

بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلْتُ^۱ -

”اور وہ کس گناہ میں ماری گئی۔“

پس قرآن ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینے کا خواہاں ہے کہ جس میں اولاد کے حقوق کا خیال رکھا جائے ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِّنْ إِمْلَاقٍ^۲

”اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔“

۳۔ اجتماعی:

جنسی بے راہروی: برے کاموں اور بری خواہشات کی تکمیل بھی معاشرے کے استحکام کے لیے زہر قاتل شمار ہوتی ہے۔ خداوند متعال پاک ہے اور ایک پاک صاف معاشرے کو پسند کرتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ^۳ -

”بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا

۱۔ التکویر ۹۰

۲۔ الانعام ۱۵۱

۳۔ البقرہ ۲۲۲

ہے۔“

بے جا خواہشات اور جنسی بے راہ روی انسان کو جہنم کی طرف لے جاتے ہیں اور اس بدکاری کا مرتکب انسان خود تو برباد ہوتا ہی ہے ساتھ دوسروں کو بھی خراب کرتا ہے اور ایک صحت مند معاشرے کے لیے ناسور بن جاتا ہے۔

امام سجاد علیہ السلام رسالۃ الحقوق میں آنکھ کا حق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

واما حق بصر فغضه عما لا یحل لک^۱

آنکھ کا حق اسے ان چیزوں سے بچانا ہے جو تیرے لیے حلال نہ ہوں۔

آنکھ ہی وہ مقام ہے جس کے ذریعے انسان بے راہ روی کا شکار ہوتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

النظر سهم من سهام ابلیس مسموم وکم من نظرة اورثت حسرة
طویلة

نگاہ شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے اور اکثر ایک ہی نگاہ طویل حسرت
کا باعث ہوتی ہے۔^۲

چنانچہ آنکھ پر قابو رکھنے کے لیے قرآن نے جو طریقہ کار وضع فرمایا ہے وہ یہ ہے:

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْضُوا مِنْ ابْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَلِكَ اَزْكٰى
لَهُمْ

آپ مومن مردوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی
شرمگاہوں کو بچا کر رکھیں، یہ ان کے لیے پاکیزگی کا باعث ہے۔^۳

اسی طرح عورتوں کے بابت فرمایا:

وَ قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَعْضْنَ مِنْ ابْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ۔^۴

۱۔ رسالۃ الحقوق ص ۶۷

۲۔ وسائل الشیخ ج ۱ ص ۳۲۵

۳۔ النور ۳۰

۴۔ النور ۳۱

آپ مومنہ عورتوں سے بھی فرمادیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔

معاشی: اسلام ایک ایسے معاشرے کا نقشہ پیش کرتا ہے جس میں عدل و انصاف کا بول بالا ہو اور اس میں کسی قسم کی بے اعتمادی نہ ہو اور اس معاشرے کا ہر فرد اپنے معاملات میں میانہ روی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

قرآن بعض موقعوں پر پیغمبر عالی قدر حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے کہتا ہے کہ وہ مسلسل اس پر اصرار کرتے ہیں کہ:

وَلَا تَنْفُضُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ

ناپ تول میں کمی نہ کرو!

يَقَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ

اے قوم ناپ تول کا حق عدالت کے ساتھ پورا کرو!

پس قرآن ایک دائمی منشور ہے اور یہ پورے معاشرے کو مخاطب کر کے کہتا ہے:

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ

وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا

اور تم ناپتے وقت یہاں کو پورا کر کے دو اور جب تول کرو تو ترازو سیدھی رکھو،

بھلائی اسی میں ہے اور انجام بھی اسی کا زیادہ بہتر ہے۔^۱

اسی سلسلے میں رسول خدا ﷺ کا یہ فرمان بھی وارد ہوا ہے کہ:

من اقتصد فى معيشته رزقه الله و من بذر حرمه الله

جو آدمی معیشت میں میانہ روی کرتا ہے خدا سے روزی عطا کرتا ہے اور جو آدمی

اسراف کرتا ہے خدا سے اس سے محروم کر دیتا ہے۔^۲

^۱ - ہود ۸۴

^۲ - ہود ۸۵

^۳ - الاسراء ۳۵

- کلینی، الکافی، ج ۲ ص ۵۴

اب تک ہم نے اس طرز زندگی کو بیان کی جس کا قرآن حکم دیتا ہے، قرآن ایک دائمی منشور ہے، اس کے بعد قیامت تک اب کوئی الہی صحیفہ نازل نہیں ہونا چنانچہ اس میں زندگی گزارنے کے جو اصول و ضوابط بیان ہوئے ہیں وہ قیامت تک قابل تقلید ہیں، اور اگر منطقی و فلسفی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ اصول و ضوابط ابدی بھی ہیں اور انسان کے ارتقاء کے ضامن بھی، یہی وجہ ہے کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے انہی قرآنی اصول ہائے زندگی پر عمل پیرا ہو کر ایک عرصہ تک زمانے پر حکومت کی لیکن جب انہوں نے ان اصولوں کو چھوڑ دیا اسی دن سے تنزلی کا شکار ہونے لگ گئے۔

بقول شاعر:

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآن کو کر

تورات میں طرز زندگی:

جب بنی اسرائیل فرعون سے نجات پا کر سینا کے بیابان میں آگئے تو لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے التجا کی کہ آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بات کریں کہ اللہ ہم سے کیا چاہتا ہے؟ پس حضرت موسیٰ گوہِ سینا (کوہِ طور) پر گئے اور اللہ تعالیٰ سے کلام کیا، اللہ تعالیٰ نے جو کچھ حضرت موسیٰ کو یہ حکم دیا:

خدا نے کہا نیچے اتر جا اور ہارون کو اپنے ساتھ لے کر اوپر آ، پر کاہن اور عوام
حدیں توڑ کر خداوند کے پاس اوپر نہ آئیں ایسا نہ ہو کہ وہ اس پر ٹوٹ پڑے۔
چنانچہ موسیٰ نیچے اتر کر لوگوں کے پاس گیا اور یہ باتیں ان کو بتائیں اور خدا نے یہ سب باتیں بتائیں کہ۔

خداوند تیرا خدا جو تجھے ملکِ مصر سے اور غلامی کے گھر سے نکال لایا میں ہوں۔
میرے حضور تو غیر معبودوں کو نہ ماننا۔
تو اپنے لیے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا۔ نہ کسی چیز کی صورت بنانا جو اوپر

آسمان میں یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے۔
 تو ان کے آگے سجدہ نہ کرنا اور نہ انکی عبادت کرنا کیونکہ میں خداوند تبارک و تعالیٰ
 خدا ہوں اور جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں ان کی اولاد کو تیسری اور چوتھی پشت
 تک باپ دادا کی بدکاری کی سزا دیتا ہوں اور ہزاروں پر جو مجھ سے محبت رکھتے
 ہیں اور میرے حکموں کو ماننے ہیں رحم کرتا ہوں۔
 تو خداوند اپنے خدا کا نام بے فائدہ نہ لینا کیونکہ جو اس کا نام بے فائدہ لیتا ہے خداوند
 اسے بے گناہ نہ ٹھہرائے گا۔

یاد کر کے تو سبت کا دن پاک ماننا۔ چھ دن تک تو محنت کر کے اپنا سارا کام کاج کرنا
 ۔ لیکن ساتواں دن خداوند تیرے خدا کا سبت ہے اس میں نہ تو کوئی کام کرے نہ
 تیرا بیٹا نہ تیری بیٹی نہ تیرا لونڈی نہ تیرا چوپایا نہ کوئی مسافر جو تیرے ہاں تیرے
 پھانگوں کے اندر ہو۔ کیونکہ خدا نے چھ دن میں آسمان اور زمین اور سمندر اور جو
 کچھ اس میں ہے وہ سب بنایا اور ساتویں دن آرام کیا۔ اس لیے خدا نے سبت کے
 دن کو برکت دی اور اسے مقدس ٹھہرایا۔
 تو اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کرنا تاکہ تیری عمر اس ملک میں جو خداوند تیرا
 خدا تجھے دیتا ہے دراز ہو۔

”خون نہ کرنا“۔

”زنا نہ کرنا“۔

”چوری نہ کرنا“۔

”اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا“۔

”تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ نہ کرنا۔ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کا لالچ نہ کرنا اور نہ
 اس کے غلام اور اس کی لونڈی اور اس کے بیل اور اس کے گدھے کا اور نہ اپنے
 پڑوسی کی کسی اور چیز کا لالچ کرنا“۔^۱

درج بالا اقتباس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل تورات کے لیے تورات نے بھی چند احکام ایسے بیان کیے ہیں جو ان کے طرز زندگی کی عکاسی کرتے ہیں۔ اب یہودی معاشرے نے اسے کس حد تک اپنایا یہ ثانوی مسئلہ ہے۔ بہر حال تورات میں بھی وہ دس احکام ایسے موجود ہیں، جن پر یہودی معاشرہ فخر کرتا ہے، ان کو فلم کی صورت میں بھی پیش کیا گیا ہے! اس کے ذریعے انہوں نے اپنی مذہبی حیثیت بیان کی ہے۔ دراصل یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہی انکی تعلیمات کی اساس ہیں۔ یہ دس تعلیمات حسب ذیل ہیں:

- ۱۔ غیر خدا کو سجدہ نہ کرنا۔
 - ۲۔ خدا کا نام بلاوجہ زبان پر جاری نہ کرنا۔
 - ۳۔ ہفتہ کے دن تعطیل کرنا۔
 - ۴۔ ماں باپ کا احترام کرنا۔
 - ۵۔ کسی کو قتل نہ کرنا۔
 - ۶۔ زنا نہ کرنا۔
 - ۷۔ چوری نہ کرنا۔
 - ۸۔ اپنے ہمسائے کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا۔
 - ۹۔ اپنے ہمسائے کے گھر میں طمع نہ کرنا۔
 - ۱۰۔ ہمسائے کی بیوی، غلام، کنیز، گائے، اور گدھے کو لالچاتی ہوئی نظر سے نہ دیکھنا۔
- ان احکام میں سے بعض احکام تو وہی ہیں جس کا قرآن نے بھی ذکر کیا ہے۔ ان دس احکام میں بعض ایسے احکام ہیں جو صرف یہودی معاشرے سے مخصوص ہیں اور ان ہی احکام کی بنیاد پر یہودی معاشرے کے بعض افراد اپنے اوپر آج بھی فخر کرتے ہیں، یہ احکام صرف باب خروج میں ہی نہیں بلکہ تورات کے دیگر ابواب میں بھی ان کا ذکر کیا گیا ہے اور یہ احکام یہودی مذہب کی وہ تمام کتب جو تورات کے نام سے جانی جاتی ہیں ان میں ملتے ہیں۔ یہودی معاشرہ آج بھی ان احکام کی تبلیغات میں سرگرم ہے۔

تصور و حدانیت:

تورات کے دیگر ابواب میں بھی ہمیں وحدانیت کا بیان ملتا ہے، جس میں خدا کو واحد و یکتا مانا گیا ہے، مثال کے طور پر حضرت آدمؑ کی خلقت کے بارے میں لکھا:

”خداوند خدا نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا اور اس کے نتھنوں میں زندگی کا

دم پھونکا تو انسان جیتی جان ہوا“^۱۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی توحید افعالی کو بیان کیا گیا ہے کہ حضرت آدمؑ کی خلقت کس طرح ہوئی اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تورات نے محض اللہ تعالیٰ کو ہی خالق مانا ہے جس طرح ہم نے قرآن کے ذیل میں یہ اشارہ کیا تھا۔

قرآن کی طرح شریک باری تعالیٰ کی تورات نے نفی کی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

”میرے آگے تو اور معبودوں کو نہ لانا“^۲۔

والدین کے بارے جو حکم قرآن میں سورہ الانعام میں درج تھا وہی حکم اس تورات میں بھی آیا ہے۔

جنسی بے راہ روی سے اجتناب:

اسی طرح قتل، زنا اور چوری کی ممانعت جس طرح قرآن میں آئی ہے اس میں بھی آئی ہے۔ البتہ تورات میں زنا کی ممانعت کے بارے بہت تاکید ہے اور نویں احکام میں جو کہا گیا ہے کہ اپنے ہمسائے کے گھر طمع مت رکھنا یہ بھی اسے بات کی عکاسی کرتا ہے۔

آیت اللہ شہید مطہریؒ نے بہت خوبصورت انداز میں اس بد عملی اور بے راہ روی کے روک تھام کا طریقہ بتایا ہے اور اس بد فعلی کے نقصانات کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

”یہ جو کہا گیا ہے کہ ”الانسان حریص علی مامع منہ“ یہ ٹھیک ہے مگر اس کی

توضیح ضروری ہے، انسان اس چیز کی طرف حریص ہوتا ہے جس سے اسے روکا

جائے اور تحریک و اشتیاق بھی دلایا جائے جیسے کسی شخص میں کسی شے کی تمنا

پیدا کی جائے اور پھر اس سے اسے روکا جائے لیکن اگر کسی شے کو سامنے ہی نہ

۱- پیدائش باب ۲ آیت ۷

۲- استناباب ۵، آیت ۷

لا یا جائے یا بہت کم دیکھا جائے تو اس کی طرف رغبت و چاہت کا عنصر بھی اسی نسبت سے کم ہوتا جائے گا۔ فرائیڈ جو بڑی شدت سے جنسی آزادی کا حامی تھا بعد میں اس بات کی طرف متوجہ ہوا کہ جنسی آزادی کو عام کرنے میں اس سے سخت غلطی سرزد ہوئی ہے، چنانچہ اس نے حالات کا رخ موڑنا چاہا اس کے دوسری رائے یہ تھی کہ لوگ توجہ ہٹانے کے لیے نقاشی اور اس جیسے دیگر علمی و فنی مشغلے اختیار کریں۔^۱

احکام پر عمل کی تاکید:

تورات میں ان احکام کو صرف کتابِ خروج میں ہی بیان نہیں کیا گیا بلکہ کتابِ استثنا میں بھی بیان کیا گیا اور ان احکام کے بیان کرنے کے بعد ان پر عمل کرنے کی بھی تاکید کی گئی ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

”یہ وہ فرمان اور آئین اور احکام ہیں جن کو خداوند تیرے خدا نے تم کو سکھانے کا حکم دیا ہے تاکہ تم ان پر اس ملک میں عمل کرو جس پر قبضہ کرنے کے لیے پار جانے کو ہو اور تو اپنے بیٹوں اور پوتوں سمیت خداوند اپنے خدا کا خوف مان کر اس کے تمام آئین پر جو میں تجھ کو بتاتا ہوں زندگی بھر عمل کرنا تاکہ تیری عمر دراز ہو۔“^۲

تاریخ میں ملتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ ایک سو بیس سال کے ہوئے تو آپؑ نے تمام بنی اسرائیل کے علماء کو اکٹھا کی اور ان کو یہی احکام یاد کروائے اور ان پر کاربند رہنے کی تاکید فرمائی اور علماء سے کہا: ملعون ہے وہ شخص جو کسی نابینا کو راہ سے بھٹکائے۔ ملعون ہے وہ شخص جو قضاوت میں مسکینوں، یتیموں اور بیوہ پر ظلم کرے۔ ملعون ہے وہ شخص جو اپنے باپ کی بیوی کے ساتھ سوئے۔ ملعون ہے وہ شخص جو کسی جانور سے بد فعلی کرے۔

۱۔ شہید مرتضیٰ مطہری، عورت پردہ کی آغوش میں، ص ۹۹

۲۔ استثنا، باب ۶، آیت ۱، ۲

ملعون ہے وہ شخص جو اپنی ماں اور بہن سے بد فعلی کرے۔

ملعون ہے وہ شخص جو اپنی ساس سے بد فعلی کرے

ملعون ہے وہ شخص جو مخفی طور پر اپنے بھائی کا گوشت کھائے (غیبت کرے)۔

ملعون ہے وہ شخص جو ظلم سے قتل ہونے والے کسی پاک نفس کے کیس میں رشوت لے۔

ملعون ہے وہ شخص جو اللہ کی وصیت پر عمل نہ کرے۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ نے اپنے ولی جناب یوشع بن نون کو متعارف کروایا اور فوت ہو گے۔^۱

قرآن اور تورات میں مشترک احکام: تورات کے ان احکام میں سے بعض تعلیمات قرآن میں بیان

ہوئی ہیں، مثلاً ہمسائے سے متعلق احکام اسلام۔ قرآن میں اور تورات میں جو احکام مشترک بیان

ہوئے ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ خدا کو لاشریک من کرنا کی عبادت کرنا۔

۲۔ والدین (ماں، باپ) کا احترام کرنا۔

۳۔ کسی کا ناحق قتل نہ کرنا۔

۴۔ زنا نہ کرنا۔

قرآنی طرز زندگی ایک دائمی منشور:

۱) گواہی دینے کے متعلق قرآن میں عموم پایا جاتا ہے، قرآن نے ناصرف

ہمسائے بلکہ ہوہر شخص کے لیے جھوٹی گواہی دینا مطلقاً حرام قرار دیا ہے۔

۲) قرآن میں نہ صرف زنا بلکہ وہ تمام افعال کہ جو جنسی بے راہ روی کا موجب

بنتے ہیں ان سب سے ممانعت فرمائی ہے۔

۳) قرآن میں نہ صرف والدین کے لیے احترام کا حکم دیا ہے بلکہ والدین سے

احسان اور نیکی کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔

۴) قرآن میں والدین کے ساتھ ساتھ اولاد کے حقوق کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

۵) قرآن میں یتیم کے متعلق احکام کی حد بندی کی گئی ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جب تک یتیم کی رضا شامل نہ ہو اس کے مال میں تصرف کرنا درست نہیں ہے۔

۶) تورات میں محض گواہی کے متعلق کہا گیا ہے مگر قرآن میں گواہی کے ساتھ ساتھ گفتار میں، ناپ تول میں، اور حتیٰ رشتہ داروں کے ساتھ لین دین میں حدِ اعتدال برتنے کا حکم دیا گیا ہے۔

پس ان تمام نگارشات کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ قرآن نے ہمیں زندگی گزارنے کا ایک دائمی منشور عطا کیا ہے کہ جس میں ہمیں وہ تمام حقوق میسر آتے ہیں جنکی توقع رکھنی چاہیے اور جن کی ایک صحت مند معاشرے کو ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَدَّ جَاءَكُمْ مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَ يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَ يَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

تحقیق تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور اور روشن کتاب آچکی ہے۔ جس کے ذریعے اللہ ان لوگوں کو امن و سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے جو اس کی رضا کے طالب ہیں اور وہ اپنے اذن سے انہیں ظلمتوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور انہیں راہِ راست کی رہنمائی فرماتا ہے۔^۱

منابع و ماخذ

القرآن الکریم

- ۱۔ القرآن الکریم، شیخ محسن علی نجفی، اشاعت اول ۲۰۰۰، دار القرآن، جامعہ اہل بیت اسلام آباد۔
- ۲۔ پیام قرآن، آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی۔ مترجم مولانا سید حسنین عباس گردیزی، مصباح القرآن لاہور
- ۲۔ مضامین القرآن، حاجی ناصر علی مہندس، مصباح القرآن لاہور
- ۳۔ آداب فہم قرآن، سید جواد نقوی۔ ۲۰۱۲ متاب پبلشر
- ۴۔ کتاب التعریفات: العلامة علی ابن محمد الشریف الجرجانی الحنفی، الطبعة الثالثة ۱۴۳۳، دار النفائس بیروت۔

۵۔ معجم الصحاح: الامام اسماعیل بن حماد الجوهري، الطبعة الاولى ۱۴۲۶، دار المعرفه البيروت

۶۔ معجم المقاييس في اللغة: الابي الحسين احمد بن فارس بن زكريا، دار الفكر بيروت

۷۔ آئینہ حقوق، قدرت اللہ مشائخی، معراج کمپنی لاہور

۸۔ دائرہ المعارف القرآن الکریم، پڑھو ہنگامہ علوم و فرهنگ اسلامی مرکز فرهنگ و معارف قرآن قم

۹۔ دائرہ المعارف الاسلامیہ، دار المعرفه بیروت

۱۰۔ مفتاح الحیاء، حضرت آیت اللہ جوادی آملی، مترجم سید ظفر حسین نقوی،۔ معراج کمپنی لاہور

۱۱۔ تاریخ یعقوبی، احمد بن یعقوب ابن واضح یعقوبی، مترجم استاد ثاقب اکبر، ۲۰۱۵، البصیرہ اسلام آباد۔

۱۲۔ عورت پر دے کی آغوش میں، استاد شہید مطہری، مترجم سید محمد موسیٰ رضوی، ۱۹۹۶، دار الثقافة

الاسلامیہ پاکستان

۱۳۔ اصول الکافی، ثقہ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی، ۱۳۸۵ ش، انتشارات اسوہ قم۔

۱۴۔ دیوان علامہ اقبال، ۲۰۱۲، اقبال اکادمی پاکستان

۱۵۔ رسالہ الحقوق، امام سجاد علیہ السلام مترجم، قبلہ محمد علی توحیدی، ۲۰۱۵، العتبة الحسينية المقدسه

۱۶۔ وسائل الشیعیہ الی تحصیل مسائل الشریعہ۔ الامام الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی، الطبعة السادسة ۱۹۹۱،

دار الاحیاء التراث العربی بیروت۔

۱۷۔ عقائد امامیہ، علامہ الشیخ محمد رضا مظفر، مترجم مولانا سید صفدر حسین نجفی، ۲۰۱۴، معراج کمپنی لاہور۔

۱۸۔ تاریخ القرآن، ڈاکٹر محمود رامیا، ۲۰۱۳، مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور

- ۱۹۔ تورات، ۲۰۱۱ء، پاکستان بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور۔
- ۲۰۔ المفردات القرآن، امام راعب اصفہانی: ناشر شمس الحق لاہور۔
- ۲۱۔ المعجم الوسيط، مترجم ابن سرسر محمد اولیس، ناشر مکتبہ رحمانیہ
- ۲۲۔ تفسیر موضوعی قرآن کادانجی منشور، آیۃ اللہ استاد جعفر سبحانی، ۲۰۱۳ء، مصباح القرآن لاہور
- ۲۳۔ فیضان الرحمن فی تفسیر القرآن، آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی، ۲۰۱۵ء، مصباح القرآن۔